غیر اللہ سے مدد مانگنے کے متعلق
قرآن و حدیث سے مدلل رسالہ

عبادت و استعانت

افادات از : حضرت علامہ مولانا غزالی دوراں
سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب

باہتمام ابوالخیر مولانا محمد الطاف قادری رضوی

شعبہ نشر و اشاعت
انجمن انوار القادریہ
جمشید روڈ کراچی

تقریظ

علمبردار اہلسنت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، مصنف کتب کثیرہ

حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت بحرالعلوم، غزالی زماں، علامہ ابو النجم مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی امروہوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک اہم مقالہ "عبادت و استعانت" نظر نواز ہوا جو واقعی بصیرت افروز و روح پرور ہے اور دلائل براہین سے لبریز ہے بہت پسند آیا ویسے حضرت ممدوح تصنیفات دل آویز تحقیقات کا آئینہ دار علمی تحقیقی شاہکار ہیں۔ حضرت علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمہ پاکستان میں بالخصوص امام اہلسنت سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی تحقیق و مسلک کے علمبردار تھے اور اپنے حلقہ احباب کے لوگوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین فرماتے جو فقیر بارگاہ رضوی کے روحانی مسرتوں کا باعث ہے زیر نظر مضمون بھی حضرت کاظمی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ایک منفرد مضمون ہے جس کو انجمن انوار القادریہ جمشید روڈ کے احباب ایک نئے انداز میں حسن طباعت کی رعنائیوں کے ساتھ شائع کررہے ہیں جو مبارک باد کے مستحق ہیں۔

فقیر قادری گدائے رضوی

محمد حسن علی (میلسی) غفرلہ الولی

ادنیٰ خادم اہلسنت و مسلک اعلیٰ حضرت
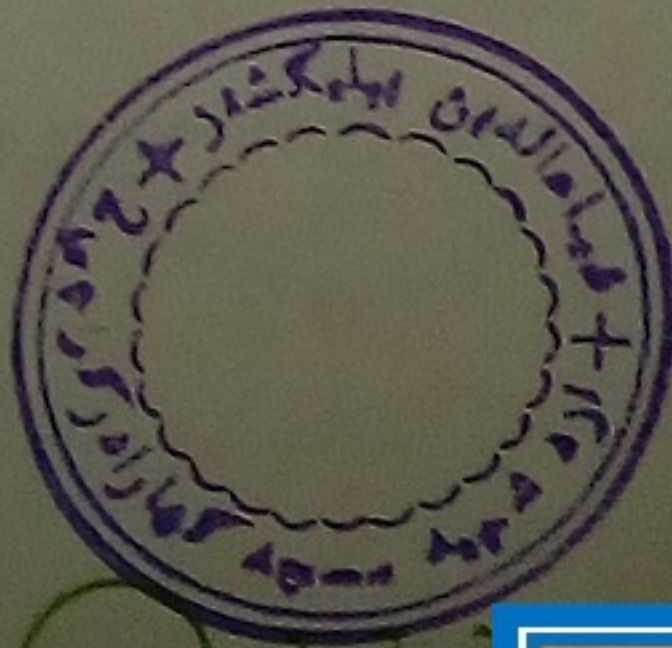
سلسلہ اشاعت -------- 20 بیسویں

نام کتاب -------- عبادت و استعانت

مقالات -------- غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

سن اشاعت -------- 1997ء

ناشر -------- شعبہ نشرو اشاعت انجمن انوار القادریہ جمشید روڈ نمبر3 کراچی

تعداد -------- 2000

قیمت --------

نوٹ : بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات قیمت اور ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

انجمن انوار القادریہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام وقتاً فوقتاً لوگوں کی اصلاح و خبر گیری کے لئے مختلف مسائل اور عنوانات پر کتابیں اور لٹریچر شائع کئے جاتے ہیں۔

یہ کتاب "عبادت و استعانت" انجمن انوار القادریہ کے سلسلہ اشاعت کی 20 بیسویں کڑی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

گذشتہ جمعۃ المبارک کو سورہ فاتحہ کے سلسلے میں آیت "مالک یوم الدین" کی مختصر تفسیر عرض کی تھی' آج آیت "ایاک نعبد وایاک نستعین" پر کچھ عرض کرتا ہوں۔

جب عبد مومن اپنے معبود کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے اپنے رب کی حمد کی' اس کی ثناء بجالایا' اس کی بزرگی بیان کی۔ یہ "الحمد للہ رب العالمین" کیا ہے؟ اللہ تعالی کی حمد ہی تو ہے۔ "الرحمن الرحیم" اللہ تعالی کی ثناء ہے اور "مالک یوم الدین" اللہ تعالی کی بزرگی کا بیان ہے۔ یہ اللہ کی حمد' اللہ کی ثناء اللہ کی بزرگی بیان' یہ اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے آداب میں شامل ہے۔ یہاں تک وہ اپنے معبود کی بارگاہ میں غائب کے صیغوں سے مخاطب تھا۔ اب اسے اپنے معبود کی بارگاہ میں حاضری کا وہ درجہ حاصل ہوا کہ گویا وہ غیبت سے عیاں کی جانب منتقل ہوگیا اور بے ساختہ کہتا ہے "ایاک نعبد و ایاک نستعین" اے اللہ تو نے مجھے حاضری کا شرف عطا فرماکر غیبت سے عیاں کا مرتبہ عطا فرمایا' اب میں حاضر کے صیغوں سے خطاب کرکے عرض کرتا ہوں "ایاک نعبد و ایاک نستعین" ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

دیکھئے عبادت اور استعانت دونوں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ اللہ ہی معبود ہے اور وہ ہی مستعان ہے۔ لا ریب۔ لا ریب۔ آمنا و صدقنا۔ نہ اس کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ اس کے سوا کوئی مستعان ہے "واللہ المستعان۔"

بعض لوگوں نے عبادت کے معنی میں کچھ افراط و تفریط سے کام لیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ عبادت کی روح تعظیم ہے اگر تعظیم کا محصول نہ ہو تو عبادت کا کوئی معنی ہی نہیں بنتا' یقیناً تعظیم روح عبادت ہے۔ لیکن بعض لوگ ہر تعظیم کو عبادت سمجھنے لگے' یہ غلط ہے۔

دراصل عبادت " اقصی غایت الخضوع و التذلل " کا نام ہے۔ یعنی حد درجہ تعظیم و انکسار کا نام عبادت ہے تعظیم کا وہ مقام جس کے آگے تعظیم کا اور کوئی درجہ نہ ہو اسے ہم بندگی سے عبارت کرتے ہیں اور اسی کو عباذت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کے سوا عبادت کا اور کوئی مفہوم نہیں ہے۔

اب ایک تو ہے تعظیم اور ایک ہے "اقصی غایت التعظیم" تو اللہ تعالی کے سوا اللہ کے رسول، اللہ کے نبی، اللہ کے مقرب اولیاء صالحین، یہ تمام کے تمام تعظیم کے تو مستحق ہیں، مگر " اقصی غایت التعظیم " کا مستحق فقط اللہ ہے۔ تعظیم رسولوں کے لئے بھی ہے، تعظیم نبیوں کے لئے بھی ہے، تعظیم ولیوں کے لئے بھی ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اللہ تعالی نے تو ان پتھروں کی تعظیم کا بھی حکم دے دیا جن کی نسبت اللہ کے بندوں سے ہو گئی۔

دیکھئے بیت اللہ یعنی کعبہ معظم ہے یا نہیں؟ یقیناً معظم ہے۔ تو کیا کعبہ تعظیم کے بغیر ہی معظم ہو گیا؟ بھئی اس کی تعظیم ہوتی ہے تبھی تو وہ معظم ہے۔ اب اگر محض تعظیم کو عبادت کہیں گے تو پھر کعبہ بھی معبود ہو گیا۔ حالانکہ کعبہ تو معبود نہیں، وہ تو ہماری عبادت کی ایک جہت اللہ نے مقرر کی ہے۔ بعض لوگوں نے یہ غلط فہمی پھیلائی کہ جہاں بھی جس کی تعظیم کرو گے بس عبادت ہو جائے گی۔ ادھر تم نے کسی کی تعظیم کی ادھر مشرک ہو گئے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کے لئے خواہ مخواہ کی ایک مصیبت کھڑی کی ہوئی ہے۔ جب حرمین طیبین کی حاضری ہوتی ہے تو اس کا پورا پورا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ محض تعظیم کو عبادت کہنا بہت زیادتی ہے اور دین میں فتنہ پیدا کرنا ہے۔ صحاح ستہ میں مشہور مجموعہ احادیث ابن ماجہ کی ایک حدیث میرے ذہن میں آرہی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تعجب کے ساتھ کعبتہ اللہ کو فرمایا اے بیت اللہ تیری عظمتوں کا کیا کہنا، تو تو بہت ہی عظمتوں والا ہے الخ۔

اب اگر محض مطلق تعظیم کو ہی شرک قرار دیتے ہو تو کعبہ کو بھی معظم مت

قرار دو، اور اگر معظم سمجھتے ہو تو اپنے فتوے کے مطابق اسے بھی معبود سمجھو۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مطلق تعظیم کا نام عبادت نہیں ہے بلکہ " اقصی غایت التعظیم " کا نام عبادت ہے یعنی ایسی تعظیم کہ اس کے آگے تعظیم کا کوئی درجہ متصور نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا :

ان الصفا والمروہ من شعائر اللہ (سورہ بقرہ آیت ۱۵۸)

ترجمہ : صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

یعنی جن پتھروں پر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کے قدم لگ گئے وہ پتھر بھی معظم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا :

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب (پ ۱۷ سورہ حج، آیت ۳۲)

ترجمہ : اور جس نے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی تو وہ ان کے دلوں کا تقوی ہے

یعنی اللہ تعالیٰ سے نسبت اور تعلق رکھنے والی چیزوں کا ادب و احترام بجالانا اور اس کی تعظیم کرنا شرک میں داخل نہیں بلکہ عین توحید کی نشانیوں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے لوگ ہی ان چیزوں کی قدر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف بالواسطہ یا بلاواسطہ منسوب ہیں۔

اب یہ شعائر اللہ جن کی تعظیم کی جاتی ہے کیا یہ اللہ ہیں؟ اگر شعائر اللہ کو اللہ کہیں گے تو پھر ہزاروں خدا ہو جائیں گے۔ بہرحال شعائر اللہ کی تعظیم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اعلان فرمادیا : " ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ " پتہ چلا کہ مطلقاً تعظیم شرک نہیں بلکہ " اقصی غایت التعظیم " شرک ہے اور کوئی مسلمان ایسی تعظیم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے نہیں بجالاتا۔

اے اللہ تو ہی ہمارا معبود ہے اور ہم تیرے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے۔

" ایاک نعبد " کے معنی آپ کی سمجھ میں آگئے۔

ایاک نستعین

اے اللہ ہم تجھ ہی سے استعانت کرتے ہیں۔

استعانت کے معنی کیا ہیں؟ میں آپ کو بتادوں کہ جس طرح ہر تعظیم کا نام عبادت نہیں اسی طرح ہر مدد طلب کرنے کا نام استعانت نہیں۔ "ایاک نستعین" میں جس استعانت کا ذکر ہے وہ ہر استعانت نہیں ہے، اور اگر اس سے مراد ہر استعانت ہے تو پھر یہ تو بڑی مصیبت ہے کیوں کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا :

وتعاونوا علی البر والتقوی۔ (سورہ المائدہ آیت ۲)

یعنی نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

تعاونوا باب تفاعل سے ہے اس کے معنی شرکت کے ہوتے ہیں۔ یعنی تم اس کی عون (مدد) کرو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ نیک کام میں آپ مجھ سے مدد طلب کرسکتے ہیں، میں آپ سے مدد طلب کرسکتا ہوں۔ اب اگر ہر استعانت شرک ہو تو پھر "وتعاونوا علی البر والتقوی" کے کیا معنی ہوں گے، پھر تو نیکی کے کاموں میں کسی سے مدد طلب کرنا شرک ہوجائے گا۔

حالانکہ قرآن تو اس کا حکم دیتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ہر طرح کی عون کو "ایاک نستعین" کے تحت لانا غلط ہے۔ جیسا کہ ہر تعظیم کو "ایاک نعبد" کے تحت لانا غلط ہے۔ وہ تعظیم خاص ہے جو "ایاک نعبد" میں مراد ہے اور وہ استعانت خاص ہے۔ جو "ایاک نستعین" میں مراد ہے۔ اگر ہم کسی کو مستعان حقیقی سمجھ کر مدد طلب کریں اور ہمارا اعتقاد ہو کہ یہ مدد کرنے میں مستقل بالذات ہے، اس کو کسی کی احتیاج نہیں، یہ خود بخود بغیر کسی کا محکوم ہوئے، بغیر کسی کی مشیت اور ارادہ کے ماتحت ہوتے ہوئے اپنی ذات سے مستقلا ہماری مدد کرسکتا ہے تو یہ شرک ہے کیوں کہ کسی کو مستقل بالذات مستعان سمجھ کر مدد طلب کرنا بھی "اقصی غایت تعظیم" ہے اور اسی کو عبادت کہتے ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ ہم جس سے بھی مدد طلب کرتے ہیں اس کے متعلق ہمارا کبھی یہ اعتقاد نہیں ہوتا کہ یہ اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مدد کرے گا یا اللہ کی مرضی

یا مشیت کے بغیر ہماری مدد کرے گا یا اللہ کے ارادے کے بغیر ہماری مدد کرے گا۔ ہمارا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اس کو مدد کرنے کی قدرت دی ہے۔ اللہ کی دی ہوئی قدرت سے یہ ہماری مدد کرے گا' اللہ کے حکم سے یہ ہماری مدد کرے گا اور اللہ تعالی کی مشیت سے ہماری مدد کرے گا۔ اگر اللہ کی مشیت متعلق نہ ہو تو یہ ہماری مدد نہیں کر سکتا' اگر اللہ تعالی کا ارادہ متعلق نہ ہو تو کوئی ہماری مدد نہیں کر سکتا' اللہ نے اس کو مستقل بالذات کوئی قوت نہیں دی۔ کیوں کہ استقلال ذاتی الوہیت کا وصف ہے اور الوہیت کا وصف غیر الہ میں ہو نہیں سکتا۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں "ایاک نستعین" یعنی اے اللہ ہم تجھے مستعان حقیقی اعتقاد کر کے فقط تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کئی جگہ ارشاد فرمایا "واستعینوا بالصبر والصلوۃ" باسببیہ ہے' سبب اور وسیلہ ایک ہی بات ہے یعنی صبر اور صلوۃ یہ وسیلہ ہیں استعانت کے۔ استعانت تو اللہ ہی سے ہوگی' جس طرح صبر اور صلوۃ وسیلہ ہیں اسی طرح اولیاء کرام بھی وسیلہ ہیں اور جس طرح اعمال صالحہ وسیلہ ہو سکتے ہیں تو جو اعمال صالحہ سے متصف ہیں وہ بھی وسیلہ ہیں۔ اسی لئے ہم اولیاء اللہ سے توسل کرتے ہیں۔ ہم ان کی ذات کا توسل نہیں کرتے بلکہ ان کے وصف ولایت کی بناء پر توسل کرتے ہیں۔ ان کی صالحیت اور اعمال صالحہ کی بناء پر توسل کرتے ہیں۔ بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں نے اعمال صالحہ سے توسل کر کے اللہ سے مدد طلب کی اور اعمال صالحہ سے توسل کرنا یہ بناء ہے صالحین سے توسل کرنے کی' ہم یہی کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کرام و صالحین ہمارے وسیلہ ہیں' ہاں مدد کرنے والا اللہ ہے' عون فرمانے والا اللہ ہے' حاجت برلانے والا اللہ ہے اور اللہ تعالی نے صالحیت کو' اعمال صالحہ کو' نیکی کو' تقوی کو' صبر کو' صلوۃ کو وسیلہ بنایا اور جو محل ہیں صبر کے' جو متصف ہیں صلوۃ سے اور جو متصف ہیں اعمال صالحہ سے وہ باعتبار اعمال صالحہ کے ہمارا وسیلہ ہیں اور ان سے قطع نظر کر کے محض ان کی ذوات کو ہم وسیلہ قرار نہیں دیتے کیوں کہ ان کے توسل کا معنی ان کا اعمال صالحہ سے متصف ہونا ہے اور اعمال صالحہ سے توسل یعنی استعانت قرآن سے ثابت ہے' قرآن نے کہا "واستعینوا بالصبر والصلوۃ۔" (سورہ بقرہ آیت ۱۵۳)

اب اگر مطلقاً استعانت کو شرک کہو گے تو قرآن کی اس آیت کو کہاں لے جاؤ

گے، پھر تو صبر اور صلوۃ کے ذریعے مدد طلب کرنا بھی شرک ہو جائے گا کیوں کہ صبر بھی خدا نہیں اور صلوۃ بھی خدا نہیں ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی عبادتیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اے اللہ ہم تجھ ہی کو مستعان حقیقی مانتے ہیں اگر تو نہ چاہے تو کوئی ہماری مدد نہیں کر سکتا، اگر تیرا ارادہ اور مشیت نہ ہو کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

اب یہاں ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ جب یہ اللہ کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے تو ان کا تو کچھ مقام نہ ہوا اور ان کی کوئی فضیلت نہ ہوئی۔

دیکھئے یہ اللہ کے نیک بندے اللہ کی مشیت سے ہی تو مدد کرسکتے ہیں۔ بغیر مشیت کے تو مدد نہیں کر سکتے۔ تو پتہ چلا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ مشیت الٰہی متعلق ہو گئی ہے۔

کیا یہ ان کی فضیلت نہیں؟ ان کے ساتھ مشیت الٰہیہ متعلق ہوتی ہے، ارادہ الٰہیہ متعلق ہوتا ہے تو جو متعلق ہو مشیت الٰہیہ سے اور جو متعلق ہو ارادہ الٰہیہ سے بتائیے کہ وہ فضیلت کا مرکز قرار پائے گا یا نہیں؟

یہاں ایک اور شبہ کا ازالہ بھی کردوں کہ جب ہم کہتے ہیں "ایاک نستعین" ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں تو شبہ یہ ہے کہ اس میں حصر ہے یعنی فقط تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں تیرے غیر سے نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے ہم دیکھیں کہ حصر کے معنی کیا ہیں؟ تو عرض ہے کہ حصر کے معنی ہیں ماسوا مذکور کی نفی، مثلاً کلمہ الخ "لا الہ الا اللہ" ہے۔ اس میں مذکور کون ہے؟ کیوں کہ یہاں اللہ کے سوا ہر ایک سے الوہیت کی نفی ہو گئی اور اللہ کے ماسوا سب غیر مذکور ہیں تو ہر غیر مذکور سے الوہیت کی نفی ہو گئی۔ اب ہم کہتے ہیں "ایاک نستعین" تو "ایاک" میں مذکور تو اللہ کی ذات ہے کیوں کہ "ایاک" میں جو ضمیر خطاب ہے اس کا مصداق اللہ تعالیٰ ہے تو اب مذکور تو فقط اللہ ہے اور غیر کی نفی ہو گئی کیوں کہ مذکور کے ماسوا سب کی نفی ہوتی ہے۔ تو پتہ چلا کہ ہم اللہ سوا کسی

اور سے استعانت نہیں کر سکتے' کسی سے مدد نہیں مانگ سکتے' اللہ سے مدد مانگنا خاص ہے کیوں کہ مذکور وہی ہے اور حصر میں ماسوائے مذکور کی نفی ہے۔ لہٰذا اللہ کے سوا سب ماسوا کی نفی ہو گئی' اللہ کے ماسوا جو بھی ہے اس سے استعانت نہیں ہو سکتی۔

اب سوال یہ ہے کہ فقط مردے ہی اللہ کے ماسوا ہیں کیا زندہ اللہ کے ماسوا نہیں؟ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جناب مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے اور زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ ارے خدا کے بندو! "ایاکَ نستعین" میں تو حصر ہے اور حصر میں تو ماسوائے مذکور کی نفی ہوتی ہے تو ماسوائے مذکور فقط مردہ ہیں کیا زندہ ماسوائے مذکور نہیں ہیں؟ کیا صرف مردوں کو غیر اللہ کہو گے اور زندوں کو عین اللہ کہو گے؟ خبر نہیں ان لوگوں کا دماغ کہاں چلا گیا؟

آپ آنکھ سے استعانت کرتے ہیں دیکھنے کے لئے' کان سے استعانت کرتے ہیں سننے کے لئے' زبان سے استعانت کرتے ہیں بولنے کے لئے' ہاتھ سے استعانت کرتے ہیں پکڑنے کے لئے' پاؤں سے استعانت کرتے ہیں چلنے کے لئے' دماغ سے استعانت کرتے ہیں سوچنے کے لئے۔ آپ اپنے دوستوں سے استعانت کرتے ہیں' مقدمات میں وکیلوں سے استعانت کرتے ہیں' جھگڑوں میں پولیس سے استعانت کرتے ہیں' کار خیر کے کاموں میں مالداروں سے استعانت کرتے ہیں۔ کون سی چیز ہے جس سے استعانت نہیں ہوتی؟ اب بتائیے کہ ماسوا مذکور میں تو سارے داخل ہیں تو پھر کسی سے بھی استعانت مت کرو اور ہر ایک کی استعانت کو شرک قرار دو۔ جواب میں کہا جاتا ہے کہ بھئی یہ تو زندہ ہیں۔ تو کیا زندہ اللہ ہیں؟

الحمد للہ! ہمارا عقیدہ بالکل صاف ہے' بالکل سچا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی زندہ سے بھی مستعان حقیقی سمجھ کر مدد مانگتا ہے تو وہ مشرک ہے۔ کیوں کہ "ایاکَ" میں حصر ہے اور حصر میں ماسوائے مذکور کی نفی ہوتی ہے۔ زندہ بھی ماسوائے مذکور ہیں اور مردہ بھی ماسوائے مذکور ہیں۔ اگر کسی فوت شدہ کو مستقل بالذات مان کر مدد مانگو گے تب بھی مشرک ہو جاؤ گے اور اگر کسی زندہ کو مستقل

مستعان بالذات جان کر مدد مانگو گے تو تب بھی مشرک ہو جاؤ گے۔ اگر استقلال ذاتی کا عقیدہ نہیں تو نہ مردہ سے مدد مانگ کر مشرک ہو گے اور نہ زندہ سے مدد مانگ کر مشرک ہو گے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ غیر اللہ سے مانگنا یہ تو اللہ کو عاجز سمجھنا ہے۔ کیا اللہ مدد نہیں کر سکتا؟ بھئی بندوں سے مدد مانگنا اگر اللہ کے عاجز و مجبور ہونے کی دلیل ہے تو اللہ بھی بندوں سے مدد مانگتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ اللہ کا مدد مانگنا کہاں ہے؟ میں نہیں کہتا قرآن نے صاف کہا :

ان تنصرو الله ينصركم (سورہ محمد آیت ۷ پارہ ۲۶)

"ان تنصروالله" جملہ شرطیہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اب اگر کوئی کہے کہ ہم تو اللہ سے مدد مانگیں گے تو جناب اللہ نے تو اپنی مدد کرنے کو مشروط کر دیا تمہارے مدد کرنے سے کہ تم میری مدد کرو گے تو بعد کو میں تمہاری مدد کروں گا۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جزاء شرط کے بعد ہوتی ہے۔

اب آیت کے معنی کیا ہوں گے؟ آیت کے معنی ہوں گے :

"ان تنصروالله ای ان تنصروا دين الله ينصركم"

یعنی "اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔"

اب دیکھئے اللہ اپنے دین کی مدد تم سے کرا رہا ہے۔ آپ کیوں نہیں کرتا، کیا اللہ مجبور ہے؟ ارے بھائی یہ تم سے جو مدد کرا رہا ہے یہ اللہ ہی کا مدد کرنا تو ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کا مدد کرنا وہ اللہ ہی کا مدد کرنا تو ہے۔ کیونکہ اللہ ہی نے تو مدد کرنے کی طاقت ان کو دی۔ اللہ ہی کا حکم متعلق ہے اور اللہ ہی کی مشیت متعلق ہے۔ اگر تمہارا مدد کرنا، اللہ کا مدد کرنا ہے تو ہر ولی کا مدد کرنا اللہ کا مدد کرنا ہے۔ بہرحال "ایاک نعبد" بالکل واضح ہے اور "ایاک نستعین" بالکل واضح ہے۔ ہمارا معبود وہی ہے اور ہمارا مستعان حقیقی وہی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ایاک نعبد وایاک نستعین
ترجمہ : ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔"

تقدیم مفعول مفید حصر ہے۔ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ تیرے غیر کی نہ عبادت کرتے ہیں اور نہ تیرے غیر سے مدد چاہتے ہیں۔ عبادت کے معنی ہیں بندگی۔ بندگی کا مفہوم ہے غایت تذلل اور خشوع و خضوع۔ دوسرے لفظوں میں غایت تعظیم سے بھی اسے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ جس کا تعلق محض اعتقاد سے ہے۔ بعض لوگ عبادت کے معنی میں اعتقاد کو شامل نہیں کرتے، بلکہ محض اعمال کو عبادت قرار دیتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اگر عبادت کے معنی میں اعتقاد کا اعتبار نہ کیا جائے اور محض عمل کو عبادت قرار دے دیا جائے تو سجدہ تحیت و تعظیم اور سجدہ عبادت سب کا ایک ہی حکم ہو۔ کیونکہ ہر صورت میں عمل صرف سجدہ ہے۔ لیکن بالاجماع غیراللہ کے لئے سجدہ تحیت و تعظیم محض ناجائز و حرام ہیں اور سجدہ عبادت شرک خالص ہے۔ یہ فرق نیت اور اعتقاد کے بغیر نہیں نکل سکتا۔ ثابت ہوا کہ عبادت اعتقاد قلبی کے بغیر نہیں ہوتی۔ رہا فقہا کرام کا بعض اعمال کو غیراللہ کی عبادت قرار دے کر حکم تکفیر جاری کرنا، تو یاد رہے کہ وہ تکفیر فقہی ہے، کلامی نہیں۔ فقہا کی بحث عمل سے ہوتی ہے۔ اعتقاد ان کا مبحث نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی تعظیم اس کی عبادت نہیں بلکہ غایت تعظیم عبادت ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا " ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔"

جب شعائر اللہ کی تعظیم ان کی عبادت کی بجائے قلوب کا تقوی ٹھہری تو اللہ کے وہ مقرب اور محبوب بندے، جن کے ساتھ شعائر دین وابستہ ہیں، کی تعظیم ان کی عبادت کیوں کر قرار پاسکتی ہے؟ بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ محبوبان خدا تعالی کی تعظیم اللہ تعالی کی عبادت ہے تو یقیناً صحیح اور درست ہوگا۔

استحقاق عبادت۔

پوجا' بندگی' غایت تعظیم' انتہائے تذلل و خشوع و خضوع اور عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو اپنے وجود میں مستقل بالذات ہو۔ کسی کا محتاج نہ ہو۔ جس کا وجود واجب بالذات ہوگا وہ اپنے ہر کمال اور اپنی ہر صفت میں بھی استقلال ذاتی سے متصف ہوگا۔ یعنی اس کا کوئی کمال اور کوئی صفت کسی کی دی ہوئی نہ ہوگی۔ بلکہ اس کے تمام کمالات و صفات بمقتضائے ذات ہوں گے۔ جو موجود یہ شان نہیں رکھتا وہ عبادت کے لائق نہیں ہو سکتا۔

ظاہر ہے کہ یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ وہی واجب الوجود ہے اور اپنے ہر کمال میں مستقل بالذات ہے۔ لہٰذا عبادت کے قابل وہی اور صرف وہی ہے۔ اس کے سوا کسی کو معبود ٹھہرانا گویا اسے واجب الوجود اور ہر صفت میں مستقل بالذات ماننا ہے اگرچہ ماسوا اللہ کو معبود ٹھہرانے والا اس کے حق میں وجوب وجود اور استقلال ذاتی کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔ لیکن جب وہ اسے الٰہ اور معبود سمجھتا ہے تو گویا وہ اسے واجب الوجود مستقل بالذات بھی قرار دیتا ہے کیونکہ معبود برحق کا ان صفات سے متصف نہ ہونا عقلاً اور شرعاً ہر طرح محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مشرک قرار دیا جو اپنے باطل معبودوں یعنی بتوں کو اپنے ہاتھوں سے تراش کر ان کی پوجا کرتے تھے کہ باوجود انہیں مخلوق تسلیم کرنے کے بھی انہیں معبود مانتے تھے۔ مخلوق کا معبود ہونا عقل و شرع کی رو سے قطعاً محال اور ممتنع ہے اور شرک ہمیشہ امر ممتنع لذاتہ کا اعتقاد ہی ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس محال عقلی کے معتقدین کو مشرک قرار دیا۔

استعانت کے معنی ہیں طلب عون یعنی مدد مانگنا۔ جس طرح عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح استعانت بھی اسی معبود حقیقی کے ساتھ خاص

ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ عبادت میں حقیقی مجازی کی تقسیم محال، اور یہاں ممکن بلکہ واقع ہے۔ یعنی معبود مجازی محال ہے اور مستعان مجازی ممکن، بلکہ واقع ہے۔

ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ استحقاق عبادت کے لئے استقلال ذاتی شرط ہے۔ جب استقلال ذاتی غیر کے حق میں متصور نہیں تو غیر کی معبودیت کسی اعتبار سے ممکن نہیں۔ البتہ استعانت میں دو پہلو نکل سکتے ہیں، ایک یہ کہ مستعان مستقل بالذات ہو، دوسرے یہ کہ اسے کسی کی مدد کرنے کی قدرت غیر مستقلہ، خدا کی طرف سے عطا کی جائے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالی اس بات پر قادر ہے کہ کسی بندے کو غیر مستقل قدرت عطا کر دے اور جو چیز تحت قدرت ہو وہ ممکن بالذات ہوتی ہے اور کسی امر ممکن کا اعتقاد کسی صورت میں شرک نہیں ہو سکتا۔

بعض لوگ اللہ کے مقبول بندوں کو قضائے حاجات کا وسیلہ بنانا بھی شرک سمجھتے ہیں وہ بڑی غلطی میں مبتلا ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی سخت غلطی پر ہیں جن کے نزدیک خدا تعالی کے محبوب بندوں کے حق میں اللہ تعالی کی عطا کی ہوئی قدرت غیر مستقلہ کا اعتقاد بھی شرک ہے۔ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ جب تک کسی امر ممتنع لذاتہ کا اعتقاد نہ ہو شرک نہیں ہو سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ کسی کا وسیلہ ہونا ممکن ہے۔ اسی طرح قدرت غیر مستقلہ کی عطا بھی محال نہیں تو ایسی صورت میں یہ دونوں اعتقاد کیسے شرک ہو سکتے ہیں۔ ہاں البتہ عطائے الوہیت اور قدرت مستقلہ کا دینا عقلاً محال ہے۔ اس لئے جو شخص کسی مخلوق کے حق میں یہ اعتقاد رکھے گا کہ معاذاللہ، اللہ تعالی نے اس کو الوہیت کا درجہ عطا کر دیا، مستقل قدرت دے دی، وہ قطعاً مشرک قرار پائے گا۔ کیونکہ اس نے ایک ایسے امر کا اعتقاد کیا جو عقلاً اور شرعاً ہر طرح محال اور ممتنع بالذات ہے۔ ہمارے اس بیان سے وہ تمام شکوک و شبہات رفع ہو گئے جنہیں بعض لوگ نا سمجھی کی وجہ سے پیش کر دیا کرتے ہیں۔ مثلاً ان کا یہ کہنا کہ قضائے حاجات میں کسی بزرگ کو خدا کے دربار میں وسیلہ بنانا اس لئے شرک ہے کہ مشرکین عرب بھی اپنے بتوں کو خدا کے دربار میں وسیلہ ہی بناتے تھے، مگر اللہ

تعالیٰ نے انھیں بھی مشرک قرار دیا۔ اس کا ازالہ ہمارے بیان سے ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو محض اس لئے مشرک قرار نہیں دیا کہ وہ اپنے بتوں کو اللہ کے دربار میں وسیلہ سمجھتے ہیں (اگرچہ پتھر کے بتوں کو وسیلہ سمجھنا عقل سلیم کی روشنی میں قطعاً محال ہے) بلکہ انھیں اس لئے مشرک قرار دیا کہ وہ ان کی عبادت کرتے تھے۔ کسی چیز کو وسیلہ قرار دے کر اس کی عبادت کرنا یقیناً شرک ہے۔ یعنی وسیلہ بنانا شرک نہیں بلکہ اس کی عبادت کرنا شرک ہے۔ مشرکین عرب کا اپنے بتوں کی عبادت کرنا اسی آیت میں مذکور ہے جس میں ان کے وسیلہ بنانے کا ذکر ہے۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ان کا مقولہ اس طرح فرمایا:

"مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی" (سورہ زمر آیت ۳)

ترجمہ: ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

بے شک بتوں کا مقرب الی اللہ ہونا قطعاً باطل ہے لیکن مدار شرک ان کی عبادت پر ہے توسل پر نہیں۔

نظام عالم پر غور کرنے سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اس جہان کا پورا نظم و نسق مخلوق کے باہم گرد امداد و اعانت پر چل رہا ہے۔ ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچنا اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنا گویا قانون فطرت ہے کیونکہ زمین سے لے کر آسمان تک، موجودات کائنات میں ارتباط پایا جاتا ہے، اس قانون کے بغیر ممکن نہیں۔ بالخصوص بنی نوع انسان کا گزارہ تو اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر کسی مخلوق سے مدد لینا ناجائز ہو تو انسانی معاشرہ درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔

مثال کے طور پر انسان کے ایک فرد کو لیجئے اور دیکھئے کہ اس کی ضروریات زندگی کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ سب سے پہلے اس کی ولادت پر نظر کیجئے کہ والدین کے بغیر پیدا نہیں ہوا۔ پیدائش کے بعد اس کی تربیت والدین اور دیگر افراد کے متعلق ہے۔ وہ اپنی غذا، لباس، رہائش اور دیگر امور میں بے شمار چیزوں کا محتاج اور لاتعداد افراد کا رہین منت ہے۔ بچپن سے لے کر جوانی اور بڑھاپے تک بلکہ پیدائش

سے موت تک اور مہد یعنی گود سے لے کر لحد تک ہر مرحلے پر دوسروں کی امداد و اعانت سے وابستہ ہے۔

اس کو غذا کے لئے غلہ کی ضرورت ہے' لباس کے لئے کپڑے اور جوتے کی حاجت ہے' بیمار ہو جائے تو علاج کے لئے طبیبوں' ڈاکٹروں اور دواؤں کا محتاج ہے' رہنے کے لے مکان اور اس کی تعمیر کے لئے کاریگروں اور مزدوروں کی ضرورت ہے' غلہ کی پیداوار کاشتکاروں کے عمل سے متعلق ہے' آٹا پینے کے لئے چکی اور روٹی پکانے کے لئے باورچی کی ضرورت ہے اور کپڑا سینے کے لئے درزی کی حاجت ہے۔ جوتے کے لئے چمڑا اور چمڑے سے جوتا بنانے کے لئے کاریگر کا ہونا لازمی ہے۔ دواؤں کے حصول کے لئے ہر مرحلہ پر سینکڑوں قسم کے کارکنوں کی ضرورت درپیش ہے۔ چلنے کے لئے زمین' سانس لینے کے لئے ہوا' پیاس بجھانے کے لئے پانی' گرمی حاصل کرنے کے لئے آگ اور اسی طرح بقیہ ضروریات اجتماعی نظام کے ماتحت بے شمار افراد کی امداد و اعانت پر موقوف ہیں' کوئی شخص کسی کو ایک خط لکھنا چاہے تو ہزاروں کی مدد اور اعانت کو حاصل کئے بغیر وہ خط نہیں لکھ سکتا۔ قلم کی تیاری' روشنائی اور کاغذ کا وجود کتنے مراحل سے گذر کر ہم تک پہنچتا ہے۔ چاند سورج کی شعاعیں شب و روز کا اختلاف' ستاروں کی گردشیں' نظام کائنات اور انسانی زندگی پر اس قدر اثرانداز ہیں کہ محتاج بیان نہیں۔ صرف زندگی نہیں بلکہ موت کے بعد بھی اس کو قبر کی منزل تک انسانوں کی مدد درکار ہے۔

یہ تو ظاہری اعتبار سے کہا گیا۔ اس سے آگے بڑھ کر باطنی اور معنوی حیثیت سے نظر کی جائے تو مخلوقات کی اس مدد و اعانت کا سلسلہ اس سے بھی آگے پہنچتا ہے۔ مثلاً غذائے روح کے لئے علیحدہ روحانی نظام ہے' جس کی احتیاج سے کوئی فرد خالی نہیں ہو سکتا۔ قرب خداوندی اور معرفت الٰہی کا حصول جو عین مقصد تخلیق انسانی ہے' انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کی ذوات قدسیہ سے وابستہ ہے۔

عبادات و معاملات و دیگر احکام شرعیہ و مسائل دینیہ وحی ربانی و تعلیمات نبوی

کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ اگر اس اجمال کی تفصیل کی جائے تو احتیاج کے دامن کی وسعت اور اس کے پورا ہونے میں افراد کائنات سے حصول نفع اور باہم گر امداد و اعانت کا اتنا طویل اور وسیع سلسلہ سامنے آجاتا ہے جس کا احصاء ممکن نہیں۔ اس کے باوجود یہ کہنا کہ کسی مخلوق سے نفع و ضرر کا عقیدہ رکھنا یا غیراللہ سے امداد و اعانت طلب کرنا شرک و کفر ہے' انتہائی مضحکہ خیز اور لایعنی نہیں تو اور کیا ہے؟

ہاں اس میں شک نہیں کہ جس چیز میں نفع کی صلاحیت نہ ہو اس سے اس نفع کا حاصل کرنے کی کوشش کرنا لغو اور بے ہودگی ہے۔ مثلاً زہر سے تریاق کے نفع کی امید رکھنا' آگ سے پانی کا کام لینا' جہل سے حصول علم کی توقع قائم کرنا قطعاً خلاف عقل و دانش ہے۔ اسی طرح جس شخص کو جس کام کی قدرت خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا نہیں ہوئی' اس سے وہ کام لینا قطعاً حماقت ہے۔ لیکن ایسے شخص کو بلادلیل شرعی مطلقاً کافر و مشرک کہہ دینا بھی سراسر حماقت و جہالت ہے۔

خلاصہ یہ کہ غیراللہ سے مدد لینا اس مدد کے جواز کا عقیدہ رکھنا' اسی وقت کفر و شرک قرار پاسکتا ہے جب کہ اس غیراللہ کو مستقل بالذات مانے اور تاثیر و ایجاد کا عقیدہ اس کے حق میں رکھے اور جب کسی کو مظہر عون الٰہی تسلیم کر کے تاثیر و ایجاد اور استقلال ذاتی کی اس سے نفی کرتے ہوئے اس کی امداد و اعانت کا عقیدہ رکھا جائے اور اسی اعتقاد کے ساتھ اس سے مدد طلب کی جائے تو ہرگز کفر و شرک نہیں ہو سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اس کام کا اہل نہ ہو اس وجہ سے یہ مدد مانگنا لغو و بے ہودہ قرار پائے۔ مگر اس کو کفر و شرک کہنا قطعاً باطل ہوگا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی کو مظہر عون الٰہی تسلیم کر لیا جائے اور اس کے حق میں الوہیت یا لوازم الوہیت کا کوئی عقیدہ نہ ہو تو اس کی مدد اور اعانت درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی امداد و اعانت ہوگی جو کہ " ایاک نستعین " کی مدلول ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ السعید ملتان۔ اپریل' مئی ۱۹۶۳ء)

انجمن انوار القادریہ آپ کی خدمات میں پیش پیش

کچھ تعارفی باتیں

انجمن انوار القادریہ ماہ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۹۹۵ء کو معرض وجود میں آئی۔ انجمن انوار القادریہ کے سرپرست اعلیٰ "مفتی پنجاب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد قادری رضوی صاحب" ہیں جن کی دعاؤں اور فیضان نظر سے انجمن انوار القادریہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

الحمدللہ انجمن انوار القادریہ کے زیر اہتمام اس وقت شہر کراچی میں نو (9) مدارس بنام "مدرسہ قادریہ رضویہ" قائم ہو چکے ہیں اور ان مدارس میں الحمدللہ بچے اور بچیاں حفظ و ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم سے سرفراز ہو رہے ہیں۔ ان مدارس میں طلباء کی تعداد تقریباً" سترہ سو (۱۷۰۰) سے زیادہ ہے۔ جو حفظ و ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ساتھ ان بچوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کی روح بھی بیدار کی جا رہی ہے۔

"مدرسہ قادریہ رضویہ"

(۱) جمشید روڈ' حیدر آباد کالونی (جو کہ انجمن کا مرکزی دفتر بھی ہے۔)

(۲) کراچی سینٹر نزد نیو ٹاؤن تھانہ سبزی منڈی

(۳) بلوچ پاڑہ' جہانگیر روڈ

(۴) غوثیہ کالونی پی آئی بی کالونی

(۵) پیراڈائز اسکوائر گلشن اقبال

(۶) بہار کالونی جمشید روڈ نمبر ۲

(۷) نوبل ہائٹس' چاندنی چوک سبزی منڈی

مساجد کا قیام :

انجمن انوار القادریہ کے زیر اہتمام مساجد اہلسنت کے قیام پر بھی بھرپور توجہ دی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں الحمدللہ بہار کالونی جمشید روڈ نمبر ۲ میں "جامع مسجد فیض رضا" قائم ہو چکی ہے اور دوسری مساجد کے لئے کام جاری ہے۔

شعبہ ٹرانسپورٹ :

انجمن کی شاخوں میں باہمی ربط اور آپ کی سہولت کے لئے شعبہ ٹرانسپورٹ بھی قائم کیا گیا ہے۔ جو دور کے علاقوں سے آنے والے بچوں کو آمد و رفت کی سہولت فراہم کر رہا ہے اور ہمیں قرب و جوار کے علاقوں سے جوڑ دیتا ہے۔ شعبہ ٹرانسپورٹ کی وجہ سے کراچی کے کئی علاقوں سے بچے مدرسہ قادریہ رضویہ سے تعلیم قرآن با آسانی حاصل کر رہے ہیں۔

شعبہ نشر و اشاعت :

یہ شعبہ بھی الحمدللہ اپنی مثال آپ ہے۔ ملک بھر بلکہ بیرون ممالک میں بھی شعبہ نشر و اشاعت کی دھوم ہے۔ کتابوں کا اشاعتی سلسلہ' کارڈز' اسٹیکرز پمفلٹ وغیرہ بھی وقتاً" فوقتاً" شائع کئے جاتے ہیں۔ یہ کتاب بھی انجمن انوار القادریہ کے سلسلہ اشاعت کا ایک شاہکار ہے۔

آپ سے اپیل

ہر کام کو انجام تک پہنچانے کے لئے یا اپنی منزل کے حصول کے سلسلے میں ظاہری اسباب کی ضرورت ضرور در پیش ہوتی ہے۔ ازراہ محبت دین متین آپ ہماری مالی مدد (زکوٰۃ' عطیات' فطرہ' قربانی کی کھالیں اور تعمیری سامان) اور حوصلہ افزائی فرماتے رہیں اور انجمن انوار القادریہ سے محبت کو مزید بڑھاتے رہیں۔ آپ مسلمان بھائیوں کی محبت اور مدد ہمارے مقاصد کو حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔

انجمن انوار القادریہ کی مالی اعانت کے لئے رابطہ فون نمبر 2435088

ناشر

انجمن انوار القادریہ جمشید روڈ کراچی

انجمن انوار القادریہ رجسٹرڈ
دنیائے سُنّیت کا پیغام
نماز روزہ و دیگر فرائض واجبات اور سنتوں کی پابندی کیجئے۔
قرآن مجید کا ترجمہ کنزالایمان ضرور پڑھا کیجئے۔
گستاخان رسول وصحابہ اور اولیاء کے گستاخوں سے بچا کیجئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانیے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا پرچار کیجئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر ضرور ضرور انگوٹھے چومیں۔
مساجد میں بوقت اذان صلوٰۃ و سلام پڑھنا رائج کیجئے۔
ہر جمعہ کی نماز کے بعد مسجدوں میں کھڑے ہوکر ضرور سلام پڑھیں۔
ہر مشکل میں یا اللہ عزوجل مدد یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدد کہا کیجئے۔
گیارہویں شریف نیاز فاتحہ اور دیگر معمولات اہل سنت پر عمل کیجئے۔
۱۲ ربیع الاول کے دن جلوس میں ضرور شرکت کیجئے۔
محفل نعت میں آیا کیجئے۔
اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیا کیجئے۔
ناشر
شعبہ نشرواشاعت انجمن انوارالقادریہ جمشید روڈ نمبر3 کراچی فون 2435088